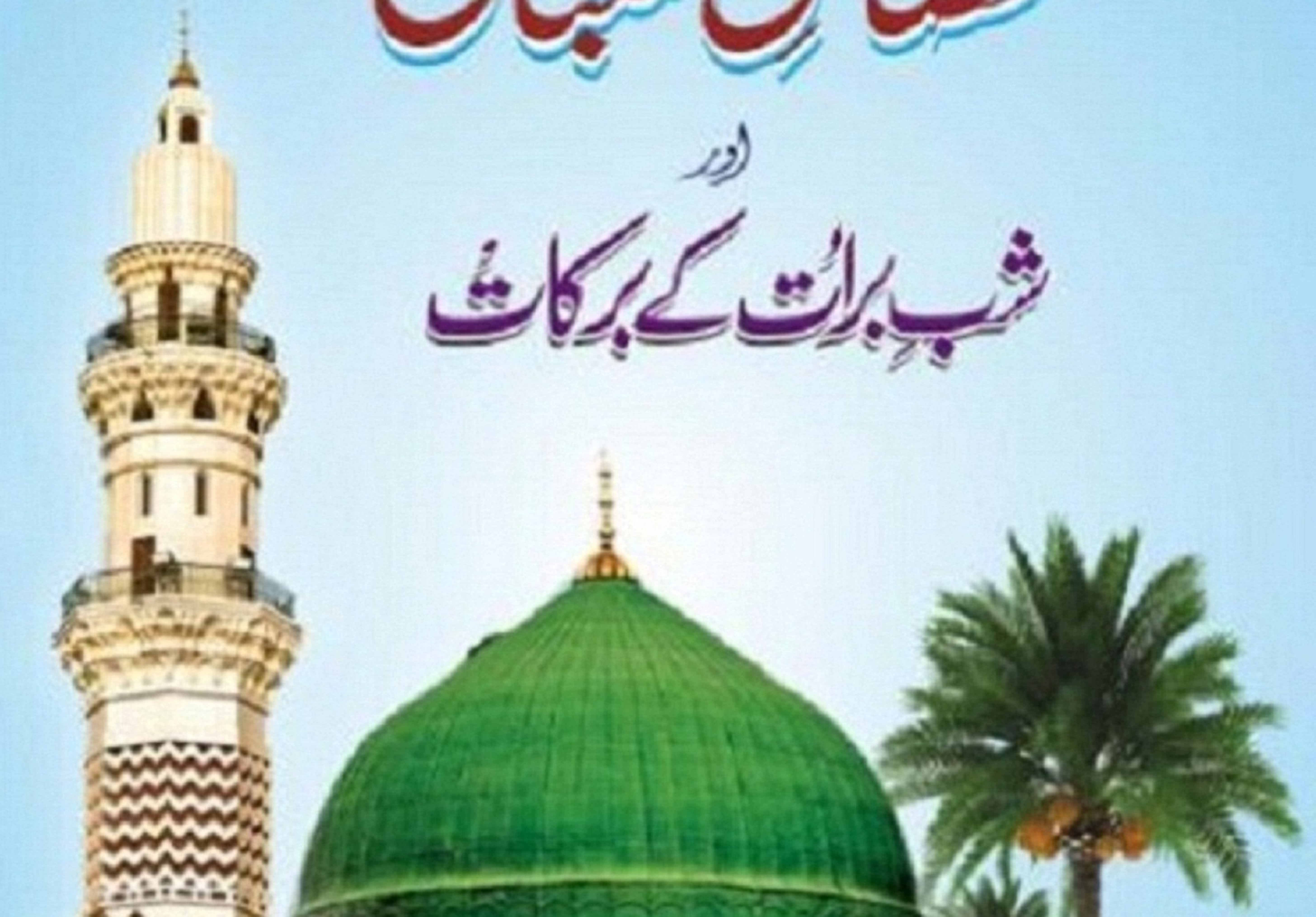
فضائلِ ومعمولاتِ اہلِ سنّت کی ایک معرکۃ الآراء تصنیف

فضائلِ شعبان

اور

شبِ برات کے برکات



تالیف لطیف

حضرت علامہ مفتی صوفی **محمد صابر القادری فیضی**

باہتمام جناب الحاج محمد امجد رضا صاحب قادری

9460767556

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض روحانی: پندرہویں صدی کے مجدد حضور مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ شاہ **محمد** مصطفٰے **رضا** قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلی شریف

فضائل شعبان
اور
شب برأت کے برکات

تالیف لطیف

حضرت علامہ مفتی صوفی **محمد صابر القادری فیضی**
پرنسپل مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج، ضلع بارہ بنکی یوپی

Mob: 9415917892

Email: m.sabir0786@gmail.com

نام کتاب : فضائل شعبان اور شب براٗت کے برکات

مؤلف : حضرت علامہ مفتی صوفی محمد صابر القادری فیضی

حسب فرمائش : حضرت علامہ انوار احمد صاحب قبلہ نعیمی پرنسپل دارالعلوم بہارشاہ فیض آباد

پروف ریڈنگ : ■ حضرت مولانا قاری محمد نعیم الدین صاحب قادری
نائب پرنسپل مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی
■ حضرت مولانا توحید عالم صاحب وارثی استاذ جامعہ ہٰذا
■ حضرت مولانا نورالدین صاحب گجادھرپور ضلع بہرائچ

کمپوزنگ وطباعت: ہائی ٹیک کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، قصبہ خاص کوراچوکی، کونڈہ
موبائل نمبر۔ 09565410475, 9887895264

سن اشاعت : ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء

تعداد : ۱۱۰۰(گیارہ سو)

ضخامت : ۵۶/صفحات

قیمت : ۴۰/روپئے

ناشر : ڈاکٹر محمد امجد رضا قادری وجملہ صاحبزادگان صوفیٔ ملت
قادری منزل صوفی کالونی میواتی پورہ، فیض آباد

ملنے کے پتے

۱۔ مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی
۲۔ دارالعلوم بہارشاہ محلہ قندھاری بازار شہر فیض آباد
۳۔ قادری منزل صوفی کالونی، میواتی پورہ، شہر فیض آباد
۴۔ محمد سعید احمد لوگڑی مزار عقب کوتوالی اجودھیا فیض آباد
۵۔ مدرسہ اسلامیہ حسینیہ اروادان موتی نگر فیض آباد
۶۔ قادری بکڈپو نو محلہ مسجد بریلی شریف
۷۔ مکتبہ رحمانیہ محلہ سوداگران بریلی شریف
۸۔ دارالعلوم شاہ ولایت قبول پور شہر بدایوں
۹۔ خانقاہ حسینیہ بارہ پتھر شیلانگ میگھالیہ
۱۰۔ جامعۃ القراء سیتاپور روڈ کھدرا لکھنؤ
۱۱۔ جامعہ محی الاسلام مشن کمپاؤنڈ راجہ باڑی جورہاٹ آسام
۱۲۔ عزیزالرحمٰن قادری بابا فرید اکیڈمی محلہ بازید پور قصبہ جلال پور ضلع امبیڈکر نگر
۱۳۔ دارالعلوم غوثیہ حضوریہ خانقاہ شریف سرایا ضلع اعظم گڑھ
۱۴۔ خانقاہ حقیقیہ تیغیہ بیر بھوم ضلع بھیم گڑھ بنگال
۱۵۔ نوری کتب خانہ آستانہ محمود شاہ بابا قیصر گنج ضلع بہرائچ
۱۶ دارالعلوم مخدومیہ لطیفیہ قصبہ بھدرسہ ضلع فیض آباد

شرف انتساب وایصالِ ثواب

میں اپنی اس تالیف کو قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبدالرزاق صاحب قبلہ بانسوی علیہ الرحمہ کے نام منسوب کرتے ہوئے اس کتاب کے ذریعے آپ نیز آپ کے تمام مشائخ وخلفائے سلاسل اربعہ قادریہ (رضویہ، نوریہ، برکاتیہ)، چشتیہ (وارثیہ) نقشبندیہ، سہروردیہ نیز النورو البہا میں درج سلاسل کے جملہ مشائخ کرام رحمہم اللہ اور اپنی والدہ ماجدہ شبراتن مرحومہ، دادا عبدالرحمٰن مرحوم، دادی آمنہ مرحومہ جنھوں نے میرے طالب علمی میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اور میرے کرم فرما سیٹھ الحاج محمد رضا مرحوم سابق منیجر جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج بارہ بنکی فقیر سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، کی روح کو نیز والدگرامی مرحوم غلام حسین چشتی کی روح کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

ناظرین کرام بھی فاتحہ پڑھ کر اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ خیر وبرکت ہوگی۔

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

خاکپائے اولیائے کرام
محمد صابر القادری الرضوی فیضی غفرلہٗ
Mob.9415917892
E-mail: m.sabir0786@gmail.com

فہرست

دعائیہ کلمات

آبروئے خانوادۂ حضور فاتح بلگرام حضرت العلام الشاہ
ڈاکٹر سید محمد بادشاہ حسین
صاحب قبلہ واسطی قادری بلگرام شریف ضلع ہردوئی یوپی

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

پیش نظر رسالہ ''فضائل شعبان اور شب برأت کے برکات'' صف علماء کی بہترین شخصیت حضرت علامہ ومولانا الشاہ محمد صابر القادری صاحب قبلہ پرنسپل مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے رشحات قلم کا وہ فقید المثال شاہکار ہے جس میں موصوف نے بھرپور دلائل وشواہد کے ساتھ ایک کامیاب محنت فرما کر اہلسنّت کے نظریات کی تائید، باطل رسوم کی اچھے انداز میں تردید کر کے منصفانہ ومحققانہ حق ادا فرمایا ہے، موصوف کی ایک خاص بات یہ ہے کہ تردید میں بھی علماء کے وقار کو مجروح نہ ہونے دیتے، علمائے کرام کے ذریعہ تحریر کئے جانے والے ہر الفاظ پر تیز نظر رہتی ہے۔

اللہ تعالٰی حضرت موصوف کی کاوش کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے، ساتھ ہی رسالہ ہٰذا سے تمام قارئین کو خوب خوب استفادہ کی توفیق بخشے آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

خادم قوم
سید محمد بادشاہ حسین واسطی قادری بلگرام شریف

تقریظ بے مثیل

جانشین حضور فاتح بلگرام مخدوم ملت حضرت علامہ
سید شاہ اویس مصطفٰے صاحب قادری واسطی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ صغرویہ بڑی سرکار محلہ میدانپورہ، بلگرام شریف ضلع ہردوئی یوپی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمْ

حضرت مولانا مفتی محمد صابر القادری صاحب جماعت اہل سنت کے ایک بہترین عالم باعمل ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا رسالہ ''فضائل شعبان اور شب برأت کے برکات'' کا مسودہ دیکھا جس میں ماہ شعبان کے فضائل ومعمولات کا (احادیث واقوال اکابرین کی روشنی میں) ذکر ہے۔

ان شاء اللہ یہ رسالہ جماعت اہل سنت کے عوام وخواص سب کے لئے مفید ثابت ہوگا، جماعت کو مہذب قلم کی ضرورت ہے خدائے قادر و قیوم مفتی صاحب کو علمی وقلمی قوت وبرکت عطا فرمائے اور دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے۔ مفتی صاحب کی اس سعی کو قبول فرمائے، رسالہ ہٰذا کو جماعت اہل سنت کے لئے مفید اور مقبول خاص وعام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فقیر قادری سید اویس مصطفٰے واسطی

تقریظ جلیل

جانشینِ سرکار مسولی حضور گلزار ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ

سید گلزار اسماعیل واسطی قادری رزاقی اسماعیلی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ و سربراہ الجامعۃ الاسماعیلیہ مسولی شریف بارہ بنکی

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بحمدہٖ تعالیٰ جماعت اہلسنّت حب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، عشق اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ والرضوان اور تمام فضیلتوں پر عمل سے پوری دنیا میں جانی و پہچانی جاتی ہے، دیگر فرقوں کی طرح صرف فرائض و واجبات کو جیب میں رکھ کر نہیں گھومتی، ہم اہلسنّت و جماعت کے یہاں شب معراج، شب برأت، شب قدر، شب عاشورہ، شب عیدین، و شب ولادت مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء نہایت قابل احترام و صاحب فضیلت ہیں، قرآن و احادیث کے جواہر پاروں سے جن کی فضیلت ثابت ہے، ہم ان کی فضیلت کے مکمل قائل ہیں، ہاں کچھ ناخواندہ کم علم حضرات اپنی ناخواندگی اور کم علمی کے چلتے کچھ نازیبا حرکات کر بیٹھتے ہیں، شریعت میں جن کی ممانعت وارد ہے، اہل علم حضرات موقع بموقع عوام کی اصلاح کرتے رہتے ہیں اور جن کو صلاح پذیری کی توفیق نصیب ہوتی ہے وہ اصلاح قبول کرتے بھی ہیں۔

زیر نظر کتاب **"فضائل شعبان اور شب برأت کے برکات"** انہیں فضائل واعمال اور اصلاح حال کی عمدہ کاوش ہے جس کو مولانا محترم حافظ و قاری صوفی مفتی محمد صابر القادری صاحب قبلہ فیضی نے نہایت عرق ریزی

کے ساتھ مرتب کیا ہے، فقیر نے جستہ جستہ کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور کتاب کو مفید سے مفید تر پایا ہے۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم مولانا موصوف سے یونہی خدمت لیتا رہے اور مذہب حق مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا پکا خادم بنائے اور اس کتاب کو عوام و خواص کے لئے یکساں مفید بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

خادم آستانہ فلک

فقیر سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری اسماعیلی عفی عنہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ و سربراہ الجامعۃ الاسماعیلیہ مسولی شریف

تقریظ انیق

گل گلزار رضویت پیر طریقت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مرشد اجازت حضرت علامہ
محمد جمال رضا خان صاحب رضوی نوری نواسئہ حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف

حمد لامحدود ہے ساری کائنات کے خالق حقیقی کے لئے جس نے لفظ کن سے کائنات کی تخلیق فرمائی، درود و سلام کا تحفہ پیش ہے غمخوار امت صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ پر انوار میں جنہوں نے ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کا تاج زرّیں عنایت فرما کر علمائے ربانین کو اپنی نیابت سے سرفراز فرمایا۔ جو اپنی منصبی ذمہ داری نائب رسول ہونے کی حیثیت سے سرانجام دیتے رہتے ہیں، اور وقتاً فوقتاً عامۃ المسلمین کی اصلاح فکر و اعتقاد کے لئے اپنے قرطاس وقلم کو بروائے کار لاتے رہتے ہیں۔

انہیں مقتدر ذوی الاحترام علماء میں سرفہرست ایک امتیازی حیثیت کا حامل نام حضرت مولانا مفتی صوفی محمد صابر القادری صاحب فیضی پرنسپل جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کا ہے جو کثرت کار و ہجوم افکار اور گونا گوں مصروفیات کے باوجود اصلاحِ امت کی غرض سے کچھ نہ کچھ تحریری و تصنیفی کام میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کرتے رہتے ہیں۔

زیرنظر کتاب ''فضائل شعبان اور شب برأت کے برکات'' موصوف کی فکری کاوش کا عظیم شاہکار ہے، جس میں مختلف عناوین پر خامہ فرسائی کی گئی، مثلاً ماہ شعبان کے فضائل و مسائل، شب برأت کے انعامات، شب برأت کی وجہ تسمیہ، شب برأت کے خصوصی وظائف، و نوافل، شب برأت کی غلط رسمیں، شب برأت

کا حلوہ، شب جمعہ کی فاتحہ، دعائے نصف شعبان، زیارتِ قبور وغیرہ جیسے اہم مباحث پر مدلل و سیر حاصل گفتگو فرما کر اہلسنّت کے موقف کو اجاگر کرنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے، کتاب موضوع کے اعتبار سے لائق استناد اور قابل مطالعہ ہے۔

مولانا موصوف کو اس لائق ستائش تصنیف پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ کتاب کو مقبول انام فرما کر عوام الناس کیلئے نفع بخش بنائے۔

مفتی محمد صابر القادری صاحب میرے خلیفۂ ارشد اور برادر طریقت بھی ہیں، ان دونوں نسبتوں کی وجہ سے ان کے کارناموں پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید دین متین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر محمد جمال رضا خاں قادری رضوی نوری
آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی شریف
۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۳ر فروری ۲۰۱۷ء
بروز دوشنبہ مبارکہ

منقبت

درشان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند جمال ملت
حضرت علامہ **محمد جمال رضا** خاں صاحب بریلی شریف

یہ دنیا باندی ہے تیری ، تری مرضی سے چلتی ہے
زمانہ تیرا ہے آقا، تری بس تیری چلتی ہے

جمال و نور کی بارش تیرے تلوؤں سے ہوتی ہے
ولایت جس کو کہتے ہیں ترے قدموں میں ملتی ہے

تو زندہ ہے ، تو زندہ ہے ، تو زندہ ، تو زندہ ہے
حیات جاودانی ، تیرے ہی در سے تو ملتی ہے

تو قادر ہے تو قادر ہے یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے
فلک پہ تیری چلتی ہے زمیں پہ تیری چلتی ہے

سبھی کا تو ہی داتا ہے سبھی کا تو ہی مولیٰ ہے
جو نعمت ہے جو برکت ہے وہ تیرے در سے ملتی ہے

نبی مالک ہے دنیا کا نبی مالک ہے جنت کا
تو قاسم ہے ترے دینے سے قسمت بھی بدلتی ہے

تیرے دامن میں آکر تیرا بندہ بس یہ کہتا ہے
خدا کی بندگی بس تیرے ہی بندوں کو ملتی ہے

تیری نظریں ولایت ہے ٹکی لوح منور پر
قلم کی نوک تیرے ہی اشارے سے تو چلتی ہے

میں نوری ہوں میں رضوی ہوں غلام مفتی اعظم
تیرے دربار میں آقا میرے مرشد کی چلتی ہے

نہیں ہے غم میں جنت میں یا دوزخ میں چلا جاؤں
تیری جنت میں چلتی ہے تیری دوزخ میں چلتی ہے

جمآل خستہ کو کوئی بھی ظالم خستہ نہ سمجھے
وہ بندہ ہے ترا آقا تیرے بندے کی چلتی ہے

☆☆☆

حرفِ آغاز

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

خداوند قدوس جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۵ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّۃً ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۵ (پ۱۰، سورہ توبہ آیت ۳۶)

ترجمہ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہیں، جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے، ان میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں، یہی دین سیدھا ہے تو ان مہینوں کے متعلق تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم ان تمام مشرکین سے ہر وقت جنگ جاری رکھو جیسے وہ تم سے ہر وقت جنگ لڑتے رہتے ہیں، اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

سال بارہ مہینوں میں ہی کیوں مقید ہے

اللہ تعالیٰ نے سال کو بارہ ماہ میں اس لئے مقید فرمایا کہ اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ سال کو تیرہ ماہ مقرر کرتے اور ان کی عادت تھی کہ وہ ہر دو سالوں میں حج کو آگے بڑھا کر ادا کرتے۔ پھر آئندہ سال اسی ماہ کو دوسرے سال میں شمار نہیں کرتے تھے۔ اسی طریقہ سے ان کا سال کا دور بدلتا رہتا تھا جس ماہ سے حج کا آغاز کرتے پچیس سال کے بعد پھر اسی ماہ کی باری آتی یہ طریقہ ان کا ایجاد کردہ تھا یہی وجہ ہے کہ ہر سال ان کا حج کا مہینہ تبدیل ہوتا رہتا تھا۔ حسن اتفاق سے جس

سال ان کا حساب حج کرنے کا ماہ ذوالحج پر پہنچا، حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی سال ان کے ساتھ حج پڑھا۔ حضور علیہ السلام نے جبل عرفات میں نویں تاریخ کو اہل جاہلیت سے فرمایا کہ تمہارے حج کے تواریخ کو بدلنا اور اسے تاخیر سے ادا کرنا نہایت قبیح ہے۔

بارہ ماہ کو کسی شاعر نے یوں نظم کیا ہے:

چوں محرم بگورد آمد بزد تو صفر   پس ربیعین و جمادین و رجب آید ببر
باز شعبانست و ماہ صوم و عید و ذی القعدہ   بعد ازاں ذو الحج ماہ ہا آمد بسر

ترجمہ: محرم کے بعد صفر پھر ربیع الاول، ربیع الآخر، اور جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ اور رجب ہوں گے، اس کے بعد شعبان و رمضان و شوال و ذی القعدہ و ذی الحجہ آئیں گے۔

مذکورہ تشریحات سے معلوم ہوا کہ بارہ مہینوں میں ایک مہینہ شعبان کا ہے جس کو ماہِ حبیب الرحمٰن بھی کہتے ہیں، اس کے فضائل کی کتاب آپ کے مطالعے کے میز پر حاضر ہے۔ انشاء اللہ العزیز بقیہ مہینوں کے فضائل و برکات جلد ہی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جو کہ ابھی زیر ترتیب ہے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے مراحل ترتیب کو آسان فرمائے۔

فقیر الی اللہ

محمد صابر القادری فیضی غفرلہٗ

خادم جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی

ماہ شعبان المعظم کی فضیلت

حضرت شیخ ابو نصر علیہ الرحمہ نے بالاسناد ابوسلمہ سے انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماہ شعبان کے روزے اس طرح رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے حضور اب کوئی دن ناغہ نہیں فرمائیں گے۔ اور جب حضور ناغہ فرماتے تھے کہ اب اس ماہ میں حضور روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے کبھی یہ بھی نہیں دیکھا کہ سوائے ماہ رمضان کے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں۔ اور میں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شعبان المعظم سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھے ہوں۔ علاوہ رمضان المبارک کے۔ یہ حدیث صحیح ہے، اس کو امام بخاری نے بروایت عبداللہ بن یوسف امام مالک سے روایت کی ہے۔

حضرت شیخ ابونصر علیہ الرحمہ نے بالاسناد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس طرح ماہ شعبان میں مسلسل روزہ رکھتے تھے کہ ہم خیال کرنے لگتے کہ آپ کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑیں گے، اور جب آپ روزدار نہ ہوتے تو ہم خیال کرتے کہ آپ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ آپ کو شعبان کے روزے بہت محبوب تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا سبب ہے کہ آپ ماہ شعبان میں روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عائشہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ سال کے باقی عرصہ میں مرنے والوں کے نام ملک الموت کو لکھ کر دے دیئے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرا نام ایسی حالت میں نقل کر کے دیا جائے کہ میرا روزہ ہو۔

نیز بروایت عطا بن یسار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نقل کیا ہے

کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے ماہ شعبان میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (سال میں) مرنے والوں کے نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ آدمی سفر میں ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۳۹)

حضرت شیخ ابونصر علیہ الرحمہ نے بالاسناد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ترین مہینہ شعبان کا تھا چونکہ وہ رمضان سے متصل ہے۔ (ایضاً ص ۳۳۹)

ماہ شعبان کی وجہ تسمیہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو ماہ شعبان کے آخری دوشنبہ روزہ رکھے گا تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ آخری دوشنبہ سے مراد ہے شعبان کا وہ دوشنبہ جو آخری دنوں میں واقع ہو نہ کہ مہینہ کا آخری دن، اس لئے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے (شعبان میں) روزہ رکھنا منع ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ماہ کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا کہ اس ماہ میں رمضان کے لئے بے شمار نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں، اور رمضان نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۴۰)

شعبان رسول کا مہینہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''شعبان میرا مہینہ ہے، رجب اللہ کا اور رمضان میری امت کا'' شعبان گناہوں کو دور کرنے والا ہے اور رمضان بالکل پاک کردینے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ہے، لوگ اس کی طرف سے غفلت کرتے ہیں حالانکہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال رب العالمین کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح پیش ہوں کہ میرا روزہ ہو۔

تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رجب کا شرف اور فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کلاموں پر قرآن مجید کی فضیلت اور تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام انبیاء پر میری فضیلت ہے۔ اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کائنات پر اللہ کی فضیلت۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب شعبان کا چاند دیکھتے تو کلام مجید کی تلاوت میں منہمک اور محو ہوجاتے۔ اور مسلمان اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ مسکین اور غریب مسلمانوں میں بھی روزے رکھنے کی سکت پیدا ہوجائے۔ حکام قیدیوں کو طلب کرتے جس پر حد قائم ہونا ہوتی اس پر حد قائم کرتے باقی مجرموں کو آزاد کردیتے، سوداگر اپنے قرضے ادا کردیتے، دوسروں سے اپنا قرض وصول کرلیتے، اور جب رمضان کا چاند ان کو نظر آجاتا تو (دنیا کے تمام کاموں سے فارغ ہوکر) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔(غنیۃ الطالبین)

لفظ شعبان کی تحقیق

شعبان میں پانچ حروف ہیں، ''ش'' شرف کا ہے، ''ع'' علو کا ہے، ''ب'' بر (احسان اور بھلائی) کا، ''الف'' الفت کا اور ''ن'' نور کا ہے۔

اس مہینے میں یہ پانچوں حروف بارگاہِ الٰہی سے بندے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں، اس ماہ میں نیکیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، برکتوں کا نزول ہوتا ہے، خطاؤں کو معاف کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کی جاتی ہے، یعنی کثرت سے آپ پر درود بھیجا جاتا ہے، درود بھیجنے کا یہ خاص مہینہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲، سورۂ احزاب آیت:۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں، ملائکہ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی دعا اور ثناء کے ہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ صلوٰۃ کے معنی اللہ کی طرف سے توفیق و رحمت کے ہیں، فرشتوں کی جانب سے مدد ونصرت کے ہیں، اور مسلمانوں کی طرف سے پیروی کرنے اور عزت و احترام پہنچانے کے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۴۱)

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جو ایک بار مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمت نازل فرماتا ہے، اس لئے ہر دانشمند مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مہینے میں غافل نہ رہے، بلکہ رمضان کے

استقبال کی تیاری شروع کردے، گزشتہ اعمال سے توبہ کرکے گناہوں سے پاک ہوجائے۔ ماہ شعبان ہی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کی خرابی کو دور فرمادے، اور دل کی بیماری کا علاج ہوجائے، اس سلسلہ میں تاخیر اور لیت ولعل سے کام نہ لے۔ یہ نہ کہے کہ کل کرلوں گا، اس لئے کہ دن تو صرف تین ہیں ایک کل جو گزر گیا، ایک آج جو عمل کا دن ہے ایک آنے والا کل جس کی بس امید ہی امید ہے۔ کہا نہیں جاسکتا کہ وہ اس کے لئے آئے گا یا نہیں، گزرا ہوا کل ایک نصیحت ہے، آج کا دن غنیمت ہے، آنے والا کل صرف ایک خیالی چیز ہے، اسی طرح مہینے تین ہیں، رجب تو گزر گیا، وہ لوٹ کر ابھی نہیں آئے گا۔ رمضان کا انتظار ہے، یعنی آنے والا ہے، معلوم نہیں کہ اس مہینے تک زندہ رہے یا نہ رہے، بس شعبان ہی ان دونوں کے درمیان ہے اس لئے اس میں طاعت و بندگی کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا اور اسے نصیحت فرمائی یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن عمر بن خطاب تھے۔

آپ نے فرمایا کہ پانچ باتوں کو پانچ باتوں کے واقع ہونے سے پہلے غنیمت جانو۔ (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے صحت کو (۳) مفلسی سے پہلے تونگری کو (۴) شغل سے پہلے فرصت کو (۵) مرنے سے پہلے زندگی کو۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۴۲-۳۴۱)

شب برأت کے فضائل و برکات

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے:

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (پ ۲۵، سورہ دخان آیت ۳،۲،۱)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات

میں اتارا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حٰمٓ یعنی روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرماچکا ہے، وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ قسم ہے کتاب مبین کی یعنی قرآن مجید کی۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ہم نے قرآن یعنی کتاب مبین برکت والی رات میں اتارا، یعنی نصف شعبان کی رات میں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے شب قدر مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے۔ قرآن مجید کو بھی مبارک کہا گیا ہے۔ فرمایا هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ یعنی یہ قرآن مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے نازل کیا۔ قرآن کریم کی برکتیں طرح طرح کی ہیں، مثلاً جس نے اسے پڑھا اور اس کو مانا، اس نے نار جہنم سے نجات پائی، یہ برکت اس سے بڑھ کر اس کے اب وجد یعنی اس کے باپ، دادا اور اولاد تک پہنچتی ہے۔

آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پاک کی تلاوت اوراق دیکھ کر کی، اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کردیتا ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح پانی کو بھی برکت والی چیزوں میں فرمایا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔ **ترجمہ**: ہم نے اوپر سے برکت والا پانی نازل فرمایا۔

یہ پانی ہی کی برکت ہے کہ چیزیں اس سے زندہ ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (ترجمہ)، ہم نے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ (غنیۃ الطالبین)

پانی میں دس خوبیاں ہیں

کہا گیا ہے کہ پانی میں دس خوبیاں ہیں ۔(۱) رقت یعنی پتلا پن ۔(۲) نرمی (۳) طاقت (۴) پاکیزگی (۵) صفائی (۶) حرکت (۷) تری (۸) خنکی (۹) تواضع (۱۰) زندگی ۔ یہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ نے دانشمند مومن کو بھی عطا فرمائی ہیں، دل میں نرمی بھی ہے اور رقت بھی، طاعت و بندگی کی طاقت بھی ہے، اور لطافت نفس بھی، عمل کی صفائی بھی ہے، اور بھلائی کی طرف حرکت بھی ہے، آنکھوں میں تری، گناہوں سے افسردگی، مخلوق سے تواضع بھی ہے، اور حق بات سننے سے زندگی بھی ہے۔

پانی کی طرح زیتون کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبارک فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے۔ شَجَرَةٌ مُّبٰرَكَةٌ زَيْتُوْنَةٍ یعنی برکت والے زیتون کے درخت سے ۔ یہی وہ پہلا درخت ہے جس کا پھل حضرت آدم علیہ السلام نے اتارے جانے کے بعد سب سے پہلے کھایا ۔اس میں غذا بھی ہے اور روشنی بخشنے والا تیل بھی ۔اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا۔ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۔ یہ درخت کھانے کا کام دیتا ہے، یعنی کھانے والوں کے لئے سالن ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ شجرہ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، نیز ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے یا ایمان ہے، یا مومن کا وہ نفس مطمئنہ ہے جو نیکی کا حکم کرنے والا ہے اور ممنوعات سے بچنے والا اور قضاو قدر کو قبول کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا اور حکم فرمایا وہ اس کی موافقت کرنے والا ہے۔(غنیۃ الطالبین)

مجھے برکت والا بنایا گیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اللہ تعالیٰ نے مبارک نام رکھا، حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔ **وَ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ** (**ترجمہ**) اور مجھے برکت والا بنایا گیا جہاں کہیں بھی میں ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی برکت تھی کہ حضرت کی والدہ مریم علیہا السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کھجور کے خشک درخت میں پھل پیدا کردیئے تھے اور نیچے چشمہ رواں فرمادیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا (پ۱۶ سورہ مریم آیت:۲۴،۲۵،۲۶)

ترجمہ: درخت کے نیچے سے مریم کو ہم نے پکارا کہ غمگین نہ ہو تیرے رب نے تیرے نیچے چشمہ جاری کردیا ہے، اور کھجور کے تنے کو ہلا تیرے اوپر پکے پھل گریں گے، پس کھا پی اور بچہ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر۔

مادرزاد نابینا اور کوڑھیوں کو تندرست کردینا، دعا سے مردوں کو زندہ کردینا، اور دوسرے معجزات بھی عیسیٰ علیہ السلام کی برکتوں میں سے ہیں۔

کعبہ شریف کو برکتوں والا فرمایا گیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (پ۴ سورہ آل عمران آیت ۹۶)

(**ترجمہ**) بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے، برکتوں والا ہے۔

یہ کعبہ ہی کی برکت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوا اس پر گناہوں کا کتنا ہی بوجھ کیوں نہ ہو جب وہ اس (گھر) سے باہر آتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کردیئے گئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی جو مومن گناہوں سے توبہ

کرنے کے لئے کعبہ میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے محفوظ و مامون کر دیتا ہے۔اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے،اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔بعض علماء نے مذکورہ آیت میں مامون ہونے سے مراد یہ لی ہے کہ حرم کے اندر اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی تا وقتیکہ وہ باہر نکل کر نہ آجائے۔چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حرمت کعبہ کا لحاظ و پاس کرتے ہوئے حرم کے جانوروں کا شکار کرنا،وہاں کے درخت کاٹنا حرام قرار دیا گیا ہے،یہ خانۂ کعبہ کی حرمت کی وجہ سے ہے۔اور مسجد حرام کی حرمت خانۂ کعبہ کے حرمت کے باعث ہے،مکہ مکرمہ کی حرمت مسجد حرام کی حرمت کے باعث ہے،اور حرم کی حرمت مکہ مکرمہ کی بنا پر ہے۔جیسا کہ منقول ہے کہ کعبہ مسجد حرام والوں کا قبلہ ہے،اور مسجد حرام اہل مکہ کا قبلہ ہے،مکہ مکرمہ اہل حرم کا قبلہ ہے،اور حرم تمام اہل زمین کا قبلہ ہے،اس کا نام مکہ اس لئے رکھا گیا ہے وہاں مختلف الرائے فرقوں کا ہجوم اور اژدہام ہوتا ہے،اور آدمی اس ہجوم میں ایک دوسرے پر روندے جاتے ہیں،بکہ اور مکہ ایک ہی لفظ ہے۔

حضرات! اسی طرح شب برأت بھی برکت والی چیزوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی مبارک فرمایا کیونکہ اہل زمین کے لئے اس رات میں رحمت، برکت،خیر،گناہوں سے معافی اور نزول مغفرت ہے۔اس کے ثبوت میں دوسری روایات کے منجملہ ایک روایت وہ بھی ہے۔(غنیۃ الطالبین)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذْ كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا. وَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَلَهُ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهُ اَلَا مِنْ مُبْتَلٍ فَاُعَافِيَهُ اَلَا مِنْ كَذَا اَلَا مِنْ كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

(ترجمہ) جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو یعنی نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے،اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں،کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ اسے عطا کر دوں،کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھوڑ دوں،کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے میں اس کی حاجت پوری کر دوں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔(ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ پندرہویں شعبان کی رات بڑی ہی رحمت و برکت والی ہے اس رات گنہگاروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں،اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے فرماتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

جو لوگ ایسی مبارک راتوں کو یادِ الٰہی میں گذارتے ہیں،ان کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
(ترجمہ) ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں:

فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يُّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ بَنِيْ كَلْبٍ.

(ترجمہ) میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا،پھر وہ

قبرستانِ مدینہ میں مجھے ملے، آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں، تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخشتا ہے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ رات کو قبروں پر جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریب ترین آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے، اور مشرک، دل میں کینہ رکھنے والے اور رشتہ داروں کو منقطع کرنے والے اور بدکار عورت کے سوا تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات آنے سے پہلے جملہ حقوق عبادات سے حتی الوسع فراغت حاصل کرلی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھلا رکھتا ہے۔ (۱) شب عید الاضحیٰ (۲) شب عید الفطر (۳) شب یوم عرفہ (۴) شب نصف شعبان۔ اس رات مخلوق کی عمر، ان کی روزی اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ پانچ راتیں ہیں یعنی پانچویں رات شب جمعہ ہے۔ (ما ثبت عن السنۃ، غنیۃ الطالبین)

شب برأت کے انعامات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پندرہویں شعبان کی نصف رات جبرئیل آئے، اور فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھائیے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون سی رات ہے، انھوں نے کہا کہ یہ وہ رات ہے جس رات اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے، اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو اپنا شریک نہیں ٹھہرایا، بشرطیکہ وہ جادوگر نہ ہو، کاہن نہ ہو، سود خور نہ ہو، زانی نہ ہو، عادی شرابی نہ ہو، ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں، پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا، تو جبریل علیہ السلام پھر آئے، اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیے، آپ نے ایسا ہی کیا آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں، اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے، خوشی ہو اس شخص کو جس نے رات کو رکوع کیا، دوسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات سجدہ کیا، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا تھا، خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات دعا کی۔ چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا تھا خوشی ہو اس رات میں ان لوگوں کو جو ذکر کرنے والے ہیں، پانچویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا خوشی ہو اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس رات میں رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، اس رات میں تمام مسلمانوں کے لئے خوشی ہو۔ ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کی آرزو و طلب پوری کی جائے۔

آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کیا کوئی معافی کا طلب گار ہے کہ اس کے گناہ معاف کیئے جائیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ جبریل یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اول شب سے طلوع فجر تک۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس رات میں دوزخ سے رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین)

شب برأت کی وجہ تسمیہ

شب برأت کو شب برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس رات میں دو بیزاریاں ہیں، بد بخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتے ہیں، اور دور ہو جاتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ ذلت اور گمراہی سے دور ہو جاتے ہیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر فرماتا ہے یعنی متوجہ ہوتا ہے، مومنوں کو تو بخش دیتا ہے، اور کافروں کو اور ڈھیل دے دیتا ہے، اور کینہ رکھنے والوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھتا ہے جب تک وہ کینہ پروری سے باز نہ آجائیں۔

روایت ہے کہ فرشتوں کے لئے آسمان میں دو راتیں عید کی ہیں جس طرح زمین پر مسلمانوں کے لئے، عید کے دو دن ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ، فرشتوں کی عید کی راتیں ہیں شب برأت اور شب قدر۔

فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے نہیں ہیں، مسلمانوں کی عیدیں دن میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں حکمتِ الٰہی یہ ہے کہ شب برأت کو تو ظاہر فرمایا اور شب قدر کو

پوشیدہ رکھا۔ شب قدر رحمت وبخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اسی لئے رکھا کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں، اور اعمال صالحہ سے غافل ہو جائیں۔

شب برأت کو اس لئے ظاہر کردیا کہ یہ رات حکم و فیصلہ کی رات ہے۔ اور خوشی والم کی رات ہے، ردو قبول کی رات ہے، رسائی اور نارسائی کی رات ہے، یعنی وصل اور اعراض کی رات ہے، خوش نصیبی اور بدبختی کی رات ہے، حصول شرف اور اندیشۂ عذاب کی رات ہے، کسی کو اس میں سعادت نصیب ہوتی ہے، اور کسی کو شقاوت، کسی کو جزا دی جاتی ہے تو کسی کو رسوا کیا جاتا ہے، کسی کو سرفراز کیا جاتا ہے اور کسی کو سرنگوں کیا جاتا ہے۔ کسی کو اجر دیا جاتا ہے اور کسی کو جدا کیا جاتا ہے۔

بہت سے کفن دھوئے ہوئے تیار رکھے ہوتے ہیں لیکن کفن پہننے والے بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، (اپنی لاعلمی اور غفلت کی بدولت)۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی قبریں کھدی ہوئی تیار ہیں اور قبروں والے خوشی میں مگن غفلت میں پڑے ہوتے ہیں، بہت سے چہرے ہنستے ہوئے ہوتے ہیں، حالانکہ ان کی ہلاکت کا وقت بہت قریب ہوتا ہے۔ بہت سے مکانوں کی تعمیر قریب تکمیل ہوتی ہے، لیکن صاحب مکان کی موت قریب لگی ہوتی ہے، بہت سے بندے ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن ناکامی اٹھانا پڑتی ہے، بہت سے لوگ جنت کا یقین رکھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن دوزخ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بہت سے لوگ عطا کے امیدوار ہوتے ہیں، اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بہت سے بندوں کو وصل کا یقین ہوتا ہے، لیکن فراق کا منھ دیکھنا پڑتا ہے، بہت سے لوگ حکومت کی امید لگائے ہوتے ہیں، اور انھیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ شب برأت کی بڑی اہمیت ہے اس

رات میں ہر خوش عقیدہ مسلمان کو اپنے اعمال پر غور وفکر کر کے جہاں حقوق العباد سے سبکدوشی حاصل کرنا ضروری ہے، وہیں اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار ضروری ہے۔نیز اپنے زندگی کے معمولات پر توجہ سے محاسبہ کر کے آئندہ کے لئے برائیوں سے بچنے کا عزم مصمم کیا جائے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا رقت انگیز واقعہ

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نصف شعبان کی شب کو اپنے مکان سے باہر نکل رہے تھے۔اس وقت ان کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔اور وہ اس سے باہر نکل کر آرہے ہیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم جس شخص کی کشتی وسط سمندر میں ٹوٹ گئی ہو، اس کی مصیبت میری مصیبت سے کٹھن نہیں ہے۔آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے، آپ نے فرمایا مجھے اپنے گناہوں کا تو یقین ہے لیکن میری نیکیاں معرض خطر میں ہیں، معلوم نہیں وہ قبول ہوتی ہیں یا میرے منھ پر ماردی جائیں گی۔

شب برأت میں نماز

شب برأت میں جو نماز اسلاف سے منقول اور وارد ہے اس میں سو رکعتیں ہیں ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کے ساتھ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی جائے۔اس نماز کا نام صلوٰۃ الخیر ہے، اس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، اور اس کا ثواب کثیر ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھ سے سرورکائنات صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے تیس صحابہ نے بیان کیا کہ اس رات کو جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار دیکھتا ہے، اور ہر بار کے دیکھنے میں ستر حاجتیں اس کی پوری کرتا ہے جن میں سب سے ادنیٰ حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔

مستحب ہے کہ اس نماز یعنی صلوٰۃ الخیر کو ان چودہ راتوں میں بھی پڑھے، جن میں عبادت کرنا اور شب بیداری کرنا مستحب ہے، ان راتوں کا ذکر میری کتاب ماہِ رجب کے فضائل میں موجود ہے، اس میں مطالعہ کریں تاکہ نماز پڑھ کر عزت وفضیلت اور ثواب حاصل کریں۔(غنیۃ الطالبین ص ۳۴۸)

روایت عجیبہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں ایک خوبصورت گنبد نما پتھر دیکھا، آپ تعجب سے اس کے گرد گھومنے لگے، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ اس پتھر کا راز تم پر ظاہر کردوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی میری تمنا تو یہی ہے، اتنے میں یہ پتھر شق ہوگیا تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی عبادت میں مشغول ہے، اور اس کے قریب ہی ایک انگور کی بیل ہے، اور ایک نہر جاری ہے، اس شخص نے کہا کہ یہی انگور میں ہر روز کھاتا ہوں اور اس نہر کا پانی پیتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اس پتھر کے اندر کتنے دنوں سے عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ چار سو برس سے۔یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شاید اس جیسی عبادت تو تیرے کسی بندے نے نہ کی ہوگی۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو امتی شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا، وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے بہتر و افضل ہوگا۔یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی

کہ اے اللہ تو مجھے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرما لے۔ (روض الاذکار/نزہۃ المجالس)

اولیاء اللہ کے معمولات

(۱) بعد نمازِ مغرب چھ رکعتیں نماز نفل پڑھیں، اور ہر دو رکعت پر سلام پھیریں اور ہر دو رکعت کے بعد سورۂ یٰس ایک مرتبہ یا قل ھواللہ ۲۱/مرتبہ پڑھیں، پہلی بار سورۂ یٰس درازی عمر کے لئے پڑھیں، دوسری بار رزق کی ترقی کے لئے اور تیسری بار دفع بلا کے لئے پھر دعائے نصف شعبان پڑھیں۔

(۲) بعد نمازِ عشاء ۱۲/رکعت نماز نفل پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ قل ھواللہ پڑھیں، اور نماز کے بعد دس مرتبہ کلمۂ توحید، دس مرتبہ کلمۂ تمجید اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

(۳) یہ دعا جتنی مرتبہ پڑھ سکیں پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَا وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے درگذر اور عافیت اور ہمیشہ کی معافی کی دنیا و آخرت میں دعا کرتا ہوں۔

شب برأت کے نوافل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جو شخص آج کی شب بارہ رکعت نماز نفل دو دو یا چار چار کر کے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا، بارہ سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے، اور وہ شخص گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے

جیسے کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور ۸۰/روز تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے، مزید آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شعبان کی پہلی جمعرات اور آخری جمعرات کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ جو شخص آٹھ رکعت نماز نفل ایک سلام سے پڑھے گا اور اس کا ثواب مجھے پہنچائے گا تو میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گی جب تک اس شخص کی بخشش نہ کروا لوں گی۔

نفل پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ (الحمد للہ) پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص (قل ھواللہ) پڑھے، ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرے اور التحیات اور درود شریف پڑھ کر کھڑا ہو جائے، اسی ترتیب سے آٹھ رکعت نماز نفل مکمل کر کے سلام پھیرے اور اس کا ثواب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخش دے۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چودہ رکعت نماز نفل دو-دو یا چار-چار کر کے پڑھے اور یہ نوافل ادا کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ چودہ مرتبہ سورۂ اخلاص چودہ مرتبہ، سورۂ ناس چودہ مرتبہ، ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور ایک مرتبہ آیت (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں بیس سال کے مقبول روزہ اور بیس سال کے مقبول حج کا ثواب لکھنے کا حکم فرماتا ہے۔

آٹھ رکعت نماز نفل جس کے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر (انا انزلنا) ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھیں، یہ نوافل پڑھنے سے خصوصی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا۔ (یہ نوافل دو-دو رکعت کر کے پڑھیں)

شب برأت کے خصوصی وظائف

جو شخص شب برأت میں قرآن پاک کے دل یعنی سورۂ یٰس شریف پڑھے گا،اس کے رزق میں برکت ہوگی،عمر میں اضافہ ہوگا اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

شب برأت میں سورۂ دخان پارہ پچیس کی جو شخص ۷؍مرتبہ تلاوت کرے گا،اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس شخص کی ستر حاجات دنیوی اور ستر حاجات اخروی پوری فرمائے گا۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اسی شب مبارک میں بیری کے درخت کے سات پتوں کو پانی میں جوش دے کر نہانے سے تمام جادو،ٹونے اور برے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

امن وامان اور جان و مال کی حفاظت کے لئے سورۂ بقر کے آخری رکوع کی آیات ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک پڑھنا نہایت ہی باعث برکت اور مستحسن ہے۔

جو کوئی پندرہویں شعبان کو روزہ رکھے گا۔دوزخ کی آگ اس کو نہ چھوئے گی۔(غنیۃ الطالبین)

مولائے کائنات کی بارگاہ عالی جاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اس شب مبارک کے فیوض و برکات سے صحیح معنوں میں ہمارے اعمال کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شایان شان عطا فرمائے اور توفیق خیر رفیق عطا فرمائے۔

شب برأت کی غلط رسمیں

شب برأت اتنی اہم رات ہے کہ اس رات انسان کو چاہئے کہ عبادت الٰہی میں مصروف و مشغول ہو کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے ،مگر آج کل مسلمانوں کا معاملہ اور طریقہ اس کے برعکس ہے، چنانچہ آگ سے بچنے کے بجائے گھر گھر آگ جلائی جاتی ہے۔اور آتش بازی میں مشغول ہوتے ہیں،خدا جانے مسلمانوں میں شب برأت میں کیسے یہ رواج پا گئی جو سراسر اسلام کے خلاف ہے، آتش بازی سے خدائے قہار و جبار کے ناراضگی کے علاوہ جو ظاہری نقصان اور اسراف بے جا ہوتا ہے اس کا اندازہ اخبارات اور نیوز کے اطلاعات کے ذریعہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے،تمام مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس غلط رسم و رواج اور خلاف شرع نقصاندہ رسم کو ختم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، ہر بری رسم اور برائی کوشش اور محنت سے ختم ہو سکتی ہے،مومن کی شان یہ ہے کہ ہمہ وقت اسلام کا پیروکار اور مبلغ رہے، اس لئے کہ ہمارے سروں پر خیر امت کا اعلیٰ ترین تاج رکھا گیا ہے۔

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۴سورہ آل عمران آیت:۱۱۰)

(ترجمہ) تم بہترین امت ہو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کو کبھی ترک نہ کریں اور ہمیشہ دعوت وتبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہیں، کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے، اور وہی کام اب امت کے سپرد ہوگیا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اس مقدس فریضہ سے منہ موڑنے کے بجائے دلچسپی کے ساتھ تبلیغی کاموں میں حصہ لینا اپنا شعار بنالیں، آج ہماری تنزلی اور غلامی کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، علامہ اقبال فرماتے ہیں:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

آج بھی اگر ہم اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہوجائیں تو کامیابیاں قدموں کا بوسہ لیتی ہوئی نظر آئیں گی، ہمیں لازم ہے:

ہمیں لازم ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

دعائے نصف شعبان المعظم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ يَا ذَالْمَنِّ وَلَايَمُنُّ عَلَيْهِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَهْرُ اللَّاجِيْنَ وَجَارُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَاَمَانُ الْخَائِفِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ عِنْدَكَ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ شَقِيًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقَتَّرًا عَلَيَّ فِي الرِّزْقِ فَامْحُ، اَللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ شَقَاوَتِيْ وَحِرْمَانِيْ وَطَرْدِيْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِيْ وَاثْبِتْنِيْ عِنْدَكَ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ سَعِيْدًا مَرْزُوْقًا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرَاتِ، فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِيْ كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ، عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ يَمْحُوا اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ اِلٰهِيْ بِالتَّجَلِّي الْاَعْظَمِ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانَ الْمُكَرَّمِ الَّتِيْ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَيُبْرَمُ. اَنْ تَكْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَانَعْلَمُ وَمَالَا نَعْلَمُ وَاَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

(ترجمہ) اے میرے اللہ تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کرسکتا ہے۔ اے بزرگی اور مہربانی رکھنے والے اور اے بخشش و انعام والے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو گرتوں کو تھامنے والا ہے، اے اللہ تو نے مجھے اپنے پاس ام الکتاب میں بھٹکا ہوا محروم یا کم نصیب لکھ دیا ہے، تو اے اللہ اپنے فضل سے میری خواری بدبختی راندگی اور رزق کی کمی کو مٹادے، اور اپنے پاس مجھے ام الکتاب میں خوش نصیب وسیع الرزق اور نیک کردے، بیشک تیرا یہ کہنا تیری کتاب میں جو تیرے نبی مرسل پر نازل کی گئی سچ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے

اور جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اے خدا تجلی اعظم کا صدقہ، اس نصف شعبان المکرّم کی رات میں جس میں ہر حکمت والے کاموں کی تقسیم اور ان کا نفاذ ہوتا ہے، میری بلاؤں کو دور فرما خواہ میں ان کو جانتا ہوں یا نہیں جانتا ہوں اور جن سے تو واقف ہے، بیشک تو ہی سب سے برتر اور بڑھ کر آسان کرنے والا ہے۔ اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر آمین۔ ثم آمین۔

شب برأت کی فاتحہ

یہ رات اپنے مردوں اور دوسرے بزرگوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے اور فاتحہ دلانے کے لئے بڑی خاص رات ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عید اور عاشورہ اور رجب کے پہلے جمعہ کے دن اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت اور جمعہ کی رات میں مردوں کی روحیں اپنے گھروں کے دروازوں پر جا کر پکارتی ہیں کہ اے گھر والو! ہمارے اوپر رحم و کرم اور مہربانی کرو، آج کی رات ہمارے لئے کچھ صدقہ کرو کیونکہ ہم لوگ ایصالِ ثواب کے محتاج ہیں، ہمارے نامۂ اعمال ختم کر دیئے گئے اور تمہارے نامۂ اعمال جاری ہیں، پس اگر یہ روحیں کچھ نہیں پاتیں تو حسرت و نا امیدی کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں۔ (فتاویٰ عزیزیہ بحوالہ اتیان الارواح)

شب برأت کا حلوہ

شب برأت کا حلوہ پکانا نہ تو فرض و سنت ہے نہ حرام و ناجائز بلکہ حق بات اور سچی حقیقت یہ ہے کہ شب برأت میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح

حلوہ پکانا بھی ایک مباح اور جائز کام ہے، اور اگر اس نیک نیّت کے ساتھ ہو کہ ایک نفیس اور مرغوب کھانا فقراء و مساکین اور اہل و عیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو کارِ ثواب بھی ہے، درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ و خیرات، ایصالِ ثواب و صلہ رحمی کی خاص رات ہے لہٰذا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب کھانا پکایا جائے۔

بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ (یعنی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلوہ یعنی شیرینی اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہٰذا ان علماء نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا پھر رفتہ رفتہ عوام میں بھی اس کا چرچا اور رواج ہو گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے "ہندوستان میں شب برأت کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے اور سمرقند و بخارا میں قلما پر جو ایک میٹھی چیز ہے۔ (ملفوظات حضرت محدث دہلوی ص ۴)

الغرض شب برأت کا حلوہ ہو یا عید کی سوئیاں یا محرم کا مالیدہ محض ایک دستور و رواج کے طور پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں، کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سنت ہے اس لئے اس کا ناجائز کہنا درست نہیں ہے، چہ جائیکہ منع و انکار میں حد سے بڑھنا اور غلو کرنا۔

واضح رہے کہ کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا وَّحَلٰلاً ط قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ (پ۱۱سورۂ یونس آیت ۵۹)

(ترجمہ) اے (پیغمبر) کہہ دو بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام تو کچھ حلال ٹھہرا لیا۔اے (پیغمبر) کہہ دو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔

جو حضرات دنیا سے گذر گئے ہیں ان کے نام پر صدقہ وخیرات کر کے اس کا ثواب انھیں پہنچانا بلا شبہ جائز ہے اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔جو بھی کھانے پینے کی چیز خیرات کی جائے اس کو سامنے رکھ کر بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے اور سامنے نہ رکھا جائے یونہی اس کی روحوں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے دونوں طرح جائز و مستحسن ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِیْ وَاَظُنُّھَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ.

(ترجمہ) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور کوئی وصیت نہ کر سکی، میں سمجھتا ہوں اگر اس کو بولنے کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ کرتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملے گا فرمایا ہاں ملے گا۔(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۲۴)

فوائد ومسائل

مذکورہ حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔عبادت مالیہ ہو یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے،اور یہ کہ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے،اور ایصالِ ثواب کو بدعت کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مردوں کے لئے دعا کرتے ہیں:

وَنَتَصَدَّقُ عَنْھُمْ وَنَحُجُّ یَصِلُ ذَالِکَ فَقَالَ اَنَّہٗ لَیَصِلُ اِلَیْھِمْ وَیَفْرَحُوْنَ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالْھَدَایَۃِ ۔(ابن حبان عینی ۴)

(ترجمہ) اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے حضور نے جواب دیا بیشک ان کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم کو ہدیہ دیا جاتا ہے تو تم خوش ہوتے ہو۔

حضرت سعد بن عبادہ سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ بہتر ہے۔

قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ قَدْ مَاتَتْ قَالَ الْمَاءَ فَحَفَرَ بِیْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (مشکوٰۃ ص ۱۶۹ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے)

(ترجمہ) کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا،حضور نے فرمایا پانی افضل ہے،تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں میری ماں کے لئے ہے۔

الحمد للہ! بات واضح ہوگئی کہ سعد نے کنویں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ یہ میری ماں کے لئے ہے لہٰذا کھانے پینے کی چیز جو صدقہ کی جائے اس کو سامنے رکھ کر یہ کہنا کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے یہ ہرگز خلافِ شرع نہیں بلکہ صحابی رسول کا طریقہ وعمل ہے۔

الانتباہ: افضل صدقہ وہ ہے جس چیز کی ضرورت زیادہ ہو عرب میں پانی کی قلت کے پیش نظر کنواں کی سخت ضرورت تھی اس لئے حضور نے پانی کو افضل صدقہ فرمایا۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ .

(ترجمہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان روٹیوں اور گھی پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا کہ آپ پڑھیں۔ (بخاری ج ا ص ۵۰۵)

تندرسی اور مال کی خواہش کے زمانہ میں صدقات کی افضلیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَامُلَ الْغِنٰی وَلَا تَمْهِلْ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتُ فُلَانٌ كَذَا اَوْ لِفُلَانَ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانَ (بخاری شریف)

(ترجمہ) ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جب تندرستی میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے محتاجی سے ڈر کر مالداری کی لالچ رکھ کر صدقہ کرے اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلقوم تک آ پہنچے اس وقت تو کہے کہ فلاں کا اتنا دینا اور فلاں کو اتنا اور اب تو فلانے کا مال ہو ہی چکا ہے۔

تشریح وتوضیح

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خلوص نیت سے صدقہ کرنا تو بہرحال باعث اجر و ثواب ہے، مگر ایسے وقت میں جبکہ آدمی صحیح وتندرست ہوتا ہے، اور حصول دولت کی کوشش کرتا ہے اور مال جمع کرنے کی حرص ولالچ اپنے شباب پر ہوتی ہے اور مال و دولت کی اس کو ضرورت بھی ہوتی ہے، صدقہ کرنا اور بھی زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

کیونکہ مال کی لالچ صدقہ دینے سے روکتی ہے، سرمایہ پرست کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ زندگی بھر تو بخل سے کام لیتے ہیں، اور جب موت کے آثار نمودار ہوتے ہیں اور جان نکلنے لگتی ہے تو پھر کہتے ہیں کہ اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دے دینا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ کیفیت نہیں ہونی چاہئے، زندگی میں اپنے ہاتھوں سے دے دینا ہی بہتر ہے۔

پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْلَفَهَا حَتّٰی لَاتَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا یُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ. (بخاری شریف)

(ترجمہ) ایک وہ آدمی جس نے پوشیدہ طور پر خیرات کی کہ دائنے

ہاتھ نے جوخرچ کیابائیں ہاتھ کواس کاعلم نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشادفرمایا:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔

(ترجمہ) خیرات علانیہ دوتو وہ کیا ہی اچھی بات ہے،اوراگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اوراس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے۔اوراللہ تعالیٰ کوتمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ خواہ فرض ہو(جیسے زکوۃ)یا نفل ہو جب اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے دیا جائے۔اور''ریا'' سے پاک ہو،تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر،دونوں بہتر ہیں۔البتہ''صدقہ فرض'' کا ظاہر کر کے دینا اور نفل کا چھپا کر دینا افضل ہے۔

اوراگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے۔

شب جمعہ کی فاتحہ(جمعرات)

دستورالقضاۃ مستند صاحب مأتہ مسائل میں فتاویٰ امام نسفی سے ہے:

اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَاْتُوْنَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَيَقُوْمُوْنَ بِفِنَاءِ بُيُوْتِهِمْ يُنَادِيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ يَا اَهْلِيْ وَيَا اَوْلَادِيْ وَيَا اَقْرِبَاءِ اعْطِفُوْا عَلَيْنَا بِالصَّدَقَةِ وَاذْكُرُوْنَا وَلَا تَنْسَوْنَا وَارْحَمُوْنَا فِيْ غُرْبَتِنَا الخ۔

(ترجمہ) بیشک مسلمانوں کی روحیں ہرروزشب جمعہ اپنے گھر آتی ہیں اوردروازے کے پاس کھڑی ہوکر دردناک آواز سے پکارتی ہیں،اے

میرے گھروالے میرے بچو،اے میرے عزیزو ہم پرصدقہ سے مہربانی کرو ہمیں یادکرو بھول نہ جاؤ،ہماری غریبی میں ہم پرترس کھاؤ۔

خزانۃ الروایات مستند صاحب مأتہ مسائل میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما يوم عيد او يوم جمعة او يوم عاشوراء او ليلة النصف من شعبان تأتي ارواح الاموات ويقومون على ابواب بيوتهم فيقولون هل من احد يذكرنا هل من احد يترحم علينا هل من احد يذكر غربتنا ۔ (الحديث)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن،یا شب برأت ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں،اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے،ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے،ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاددلائے۔

خزانۃ الروایات میں ہے:

عن بعض العلماء المحققين ان ارواح تتخلص ليلة الجمعة و تنتشر فجاءُ وا الى مقابرهم ثم جاء وا في بيوتهم ۔

(ترجمہ) بعض علمائے محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتیں اور پھیلتی ہیں،پہلے اپنی قبروں پرآتی ہیں،پھر اپنے گھروں میں۔

مسلمانوں کی روحیں جہاں چاہیں جاتی ہیں

ابن ابی الدنیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ:

بَلَغَنِيْ اَنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ مُرْسَلَةٌ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَ تْ ۔

مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البران ارواح الشہداء فی الجنۃ وارواح غیرھم علی افنیۃ القبور فتسرح حیث شاء ت ۔

امام ابوعمرا بن عبدالبر نے فرمایا راجح قول یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانون کی روحیں فنائے قبور پر جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں ۔

قاضی ثناء اللہ بھی تذکرۃ الموتی میں رقمطراز ہیں:

ارواح ایشاں یعنی اولیائے کرام قدست اسرارہم از زمین و آسمان و بہشت ہرجا کہ خواہند می روند ۔

ترجمہ: اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روحیں زمین سے آسمان و جنت جہاں چاہیں جاتی ہیں ۔

دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کا قید خانہ

امام اجل عبداللہ ابن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے موقوفاً اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی ۔

وھذا لفظ ابن المبارک قال ان الدنیا جنۃالکافر و سجن المومن وانما مثل المومن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی سجن فخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض ویفسح فیھا ۔

(**ترجمہ**) بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید خانہ میں تھا اب اس سے آزاد کر دیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور با فراغت چلنے پھرنے لگا ۔

ابوبکر کی یوں روایت ہے:

فاذامات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث شاء ۔

جب مسلمان مرتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے ۔

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید ابن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضرت سلمان فارسی و عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہم ملے ایک نے دوسرے سے کہا اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے سے مردے بھی ملتے ہیں، کہا:

نعم اما المومنین فان ارواحھم فی الجنۃ وتذھب حیث ما شاء ۔

ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں، انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں ۔ (اتیان الارواح لدیارہم بعدالرواح)

زیارت قبور

صحیح مسلم شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو ۔

ابن ماجہ سے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے ۔

صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں تو یہ کہیں ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ۔

ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں قبور کے پاس گزرے تو ادھر کو منھ کرلیا اور یہ فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور آخر شب بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِیَّاکُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدْ۔

بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ اور نیکوکار لکھا جائے گا۔

خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، (یعنی روضۂ اطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اتار دیتی، یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لئے ضروری ہے) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی وجہ سے خدا کی قسم میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔

زیارت قبور کے مسائل وفوائد

مسطورہ بالا احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ زیارت قبور جائز ومسنون ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لئے دعا فرماتے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔

جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقت کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور رہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (فتاوی عالمگیری)

قبر کی زیارت کو جانا چاہئے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے، اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے تو اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا۔ اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جائے راستہ میں لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہنچے تو جوتیاں اتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف منھ اور اس کے بعد یہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ اور سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی وسورۂ اذا زلزلت اور الھٰکم التکاثر پڑھے، سورہ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

زیارت کے لئے چار دن بہتر ہیں، دو شنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ۔ جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ افضل ہے، ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنجشنبہ کو دن کے اول وقت میں اور بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے، متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے، مثلاً شب برأت، شب قدر اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری)

بزرگانِ دین، اولیاء و صالحین کے مزارت طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو ان کا ادب کریں اور ان کے برکات حاصل کریں (ردالمحتار)

قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمحتار)

یوں ہی جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں، قبر سے تر گھاس نہ نوچنا چاہئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے، اور میت کو انس ہوتا ہے۔ اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمحتار)

قبرستان کے درختوں کا حکم

قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے، وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی ملک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملک نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے، مگر اسے یہ چاہئے کہ صدقہ کر دے، اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہو، تو قاضی کو

اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کر دے تو کر سکتا ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری)

اعراس بزرگان دین

عرس بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے، یہ بھی جائز و مستحسن ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے، اور ثواب ان بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے، یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے، یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالٰی عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔

ہاں یہ ضرور رہے کہ عرس پاک کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو غیر شرعی اور ممنوع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ ہوگا۔

دعا ہے مولائے کریم اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل مجھ فقیر الی اللہ اور عوام و خواص کو مسطورہ بالا (یعنی اس کتاب فضائل شعبان اور شب برأت کے برکات) کے مضامین پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فقط

فقیر محمد صابر القادری فیضی

خادم التدریس والافتاء

مدرسہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج، ضلع بارہ بنکی

مناجات

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر — سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — ربِّ سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں — قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

سلام بارگاہ خیر الانام

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
کُل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

مصنف کا مختصر تعارف

نام : محمد صابر القادری

والدگرامی: غلام حسین چشتی مرحوم

جدامجد : عبدالرحمٰن صاحب مرحوم

وطن مالوف: بابو پورہ موضع کٹرہ شہباز پور پوسٹ برگدی کوٹ ضلع گونڈہ

مقیم حال : قادری منزل مکان نمبر ۷/۱۱/۲۷، صوفی کالونی، میواتی پورہ، شہر فیض آباد

ولادت : ۲ رنومبر ۱۹۶۰ء

تعلیم:

حفظ وقرأت: دارالعلوم یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج ضلع گونڈہ

فضیلت وافتاء: دارالعلوم اہلسنّت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر

ہائی اسکول: مادھک شکشا پریشد الہ آباد

منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل (دینیات، معقولات، ادب، طب)

یوپی مدرسہ تعلیمی بورڈ، لکھنؤ

ادیب، ماہر، ادیب کامل، معلّم، جامعہ اردو علی گڑھ

ایم۔اے۔اردو: مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد

بیعت: تاجدارِ اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

اجازت و خلافت:

(۱) مخدوم ملت جانشین حضور فاتح بلگرام حضرت علامہ سید اویس مصطفےٰ صاحب قبلہ قادری واسطی بلگرام شریف

(۲) فخر سیادت حضرت علامہ سید عتیق الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ آسنسول بنگال

(۳) نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد جمال رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف

(۴) فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ اوجھا گنج بستی

مشغلہ: درس وتدریس، تصنیف وتالیف، بیعت وارشاد

تصنیفات مصنف

(۱) انوار ہدایت (اردو)
(۲) جلوۂ انوار حق
(۳) فضائل ماہ محرم
(۴) فضائل ماہ صفر
(۵) فضائل ماہ رجب
(۶) فضائل ماہ شعبان
(۷) انوار الایمان والعرفان
(۸) فضائل ماہ جمادی الاولیٰ
(۹) فضائل ماہ جمادی الاخریٰ
(۱۰) انوارِ ہدایت (ہندی)

برائے ایصالِ ثواب

محمد فاروق خاں مرحوم — فاطمہ بیگم مرحومہ

غلام خاں مرحوم — رفعت النساء مرحومہ

اور جملہ خوش عقیدہ مسلمان مرحومین ومرحومات

تصنیفات مصنف

انوار ہدایت

جلوۂ انوار حق

فضائل محرم

فضائل ماہ صفر

فضائل ماہ رجب

فضائل ماہ شعبان

انوار الایمان والعرفان

فضائل ماہ جمادی الاولیٰ

فضائل ماہ جمادی الاخریٰ